Fikr-o-Nasar (Islamabad) 40:2 (2002)

تعارف و تبصرہ کُتب

کتاب : فہارس تحلیلی ہشتگانہ مکتوبات احمد سرہندی

مرتب : آرثور بیولر

ناشر : اقبال اکادمی پاکستان، ۱۱۶-میکلوڈ روڈ-لاہور

صفحات : ۱۵+۱۹۵+۷

سال اشاعت : ۲۰۰۱ء

قیمت : ۱۵۰ روپے

تبصرہ نگار : ڈاکٹر سفیر اختر ☆

مسلم برصغیر کے سرمایۂ علم و دانش میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (۱۵۶۴ء-۱۶۲۴ء) کے ''مکتوبات'' کو بوجوہ اہمیت حاصل ہے۔ مکتوبات کی مجموعی تعداد ۵۳۶ ہے، اور ان میں سے اکثر و بیشتر اپنے طور پر مختصر مضامین کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مکتوبات اُس وقت کی ثقافتی زبان فارسی میں لکھے گئے تھے، البتہ بعض اہلِ علم کو عربی زبان میں مخاطب کیا گیا ہے۔ ان مکتوبات کے اوّلین مخاطبین نے جہاں اپنے فکر و دانش کے سنوارنے میں ان سے کام لیا، وہیں سلسلۂ مجددیہ نقشبندیہ کے متوسلین ان کے زمانۂ ترتیب و تدوین سے لے کر اب تک ان سے مسلسل اکتسابِ فیض کرتے چلے آ رہے ہیں۔ یہ مکتوبات تین دفتروں پر مشتمل ہیں۔

دفترِاوّل میں ۳۱۳ مکتوبات ہیں۔ یہ دفتر حضرت مجدد الف ثانی کے ایماء پر ان کے خلیفہ مولانا یار محمد جدید بدخشی طالقانی نے ۱۰۲۵ھ/۱۶۱۶ء میں مرتب کیا، ''درالمعرفت'' تاریخی نام ہے۔ دوسرا دفتر تین برس بعد خواجہ محمد معصوم (فرزند حضرت مجدد الف ثانی) کے مشورے پر حضرت مجدد کے ایک دوسرے خلیفہ مولانا عبدالحی حصاری نے ترتیب دیا۔ اس میں ۹۹ مکتوبات ہیں، اور دفتر کا تاریخی نام ''نورالخلائق'' (=۱۰۲۸ھ) ہے۔ تیسرا دفتر ۱۰۳۱ھ/۲۱-۱۶۲۰ء میں خواجہ محمد ہاشم کشمی نے مرتب کیا، اور انہوں نے ۱۱۴ مکتوبات پر دفتر ختم کیا۔ اس کا تاریخی نام ''معرفت الحقائق'' (=۱۰۳۱ھ) ہے۔ تیسرے

☆ چیف ایڈیٹر، ادارہ تحقیقات اسلامی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

DMHL

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad.　　http://iri.iiu.edu.pk/

دفتر کی ترتیب کے بعد حضرت مجدد الف ثانی کم و بیش تین برس زندہ رہے، اور زیادہ تر خلوت کی زندگی بسر کی۔ اس عرصے میں انہیں ایک روایت کے مطابق چودہ مکتوبات لکھنے کا موقع ملا جن میں سے چار کا کوئی اتا پتا نہیں، البتہ دس تیسرے دفتر میں شامل کر لیے گئے، اور یوں اب تیسرا دفتر ۱۲۴ مکتوبات پر مشتمل ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی کے سوانح نگار اور مکتوبات کے اُردو مترجم مولانا سیّد زوار حسین شاہ (م۱۹۸۰ء) کی تحقیق کے مطابق ''مکتوبات'' مکمل ہرسہ دفتر (مع ''رد روافض''، و بالحاق ''رسالہ مصطلحات صوفیہ'') غالبًا پہلی مرتبہ منشی نول کشور نے شائع کیا تھا، تاہم ۱۲۸۸ھ میں تینوں دفاتر مطبع احمدی-دہلی سے شائع ہوئے، پھر ۱۲۹۰ھ میں مطبع مرتضوی-دہلی سے ایک اور اشاعت سامنے آئی۔ اس کے بعد منشی نولکشور کے مطابع واقع لکھنؤ اور کانپور سے مکتوبات کے تینوں دفاتر کی متعدد اشاعتیں سامنے آئی ہیں، تاہم تصحیح و تحشیہ کے اعتبار سے مولانا نور احمد پسروری ثم امرتسری (م۱۹۳۰ء) کی اشاعت، جو جمادی الثانی ۱۳۲۷ھ سے ۱۳۳۴ھ تک اجزاء کی شکل میں امرتسر سے شائع ہوئی، پہلی تمام اشاعتوں سے بازی لے گئی۔ اشاعتِ امرتسر کے اولیں دو دفتر تقریظات کے اضافے کے ساتھ ۱۳۸۴ھ/۶۵-۱۹۶۴ء میں نور کمپنی-لاہور نے محکمہ اوقاف مغربی پاکستان کے تعاون سے شائع کیے، بعد ازاں مکتبہ سعیدیہ-لاہور نے تیسرا دفتر ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء میں شائع کیا۔ اشاعتِ امرتسر کے عکس ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء میں ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان (حیدر آباد-سندھ) نے کراچی سے، اور حلمی ایشق نے ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء میں مکتبہ ایشق-استانبول سے شائع کیے۔ نور کمپنی-لاہور اور مکتبہ ایشق-استانبول کی اشاعتوں میں اشاعتِ امرتسر کے صفحات نمبر، تقریظاتی تحریروں کے اضافے کی وجہ سے بدل گئے ہیں، البتہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کی پیش کردہ اشاعت، ہر لحاظ سے عکسی ہے۔ اشاعتِ امرتسر خاصی مقبول رہی، اور یہ بعد میں پشاور (یونیورسٹی بک ایجنسی، ۱۹۹۱ء) اور کوئٹہ (مکتبہ القدس، ۱۹۹۹ء) سے بھی عکس کی شکل میں شائع ہوئی ہے۔

''مکتوبات'' کے انتخاب بھی تیار ہوئے ہیں۔ ''ہدایۃ الصوفیۃ العالمیہ فی ترغیبات وتنبیہات العافیۃ'' (صوفی دوست محمد نقشبندی، کراچی:۱۳۸۶ھ/۶۷-۱۹۶۶ء)، ''فیض البرکات من عین البرکات'' (محمد عبداللہ جان معروف بہ شاہ آغا صاحب نقشبندی مجددی سندھی، لاہور، س-ن)، ''منتخبات از مکتوبات امام ربانی (ناشناس، استانبول: مکتبہ ایشق، ۱۳۹۸ھ) اور ''انتخاب مکتوبات شیخ احمد سرہندی [مع تعارف، بہ زبان

انگریزی]'' (ڈاکٹر فضل الرحمٰن، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۶۸ء/۸۸-۱۳۸۷ھ) چند معروف منتخبات ہیں۔

مختلف زبانوں میں مکتوبات کے تراجم میں سب سے پہلے عربی میں ترجمہ ہوا۔ شیخ محمد مراد منزلوی[قازانی] مرید مولانا محمد مظہر بن شاہ احمد سعید دہلوی) نے ہرسہ دفتر کو ''الدررالمکنونات النفیسہ'' کے نام سے عربی میں منتقل کیا اور تشریحی حواشی کا اضافہ کیا (مطبوعہ: المطبعۃ المیریۃ الکائنۃ بمکۃ المحمیہ، ۱۳۱۶ھ-۱۳۱۷ھ)۔

اُردو میں پہلا ترجمہ قاضی عالم الدین نے کیا جو اللہ والے کی قومی دکان-لاہور سے شائع ہوا (اشاعت اول: ۱۳۲۷ھ/۱۹۰۹ء)۔ دوسرا ترجمہ مولانا محمد سعید احمد نقشبندی نے کیا (کراچی: مدینہ پبلشنگ کمپنی، ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء ومابعد)۔ تیسرا ترجمہ ''مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی کا اُردو ترجمہ'' (چار جلدیں) سیّد زوارحسین شاہ کی کاوش کا نتیجہ ہے (کراچی: احمد برادرز پرنٹرز، ۱۹۸۸ء-۱۹۹۳ء / ۱۴۰۹ھ-۱۴۱۴ھ)۔ جزوی تراجم میں ''الطاف رحمانی'' (راولپنڈی: امام الدین تاجر کتب، ۱۳۱۴ھ/۹۷-۱۸۹۶ء)، ''در لاثانی'' (محمد ہدایت علی نقشبندی جے پوری، اعظم گڑھ: مطبع معارف، ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء) اور ''تجلیّات امام ربانی''(نسیم احمد فریدی امروہوی) شامل ہیں۔ سندھی میں مولانا دین محمد ادیب فیروز شاہی نے ترجمہ کیا ہے۔

''مکتوبات امام ربانی'' سے دلچسپی رکھنے والے اہلِ علم نے جہاں ان کے مطالب کی تفہیم وتسہیل کی کوشش کی ہے، وہیں انہوں نے مکتوب الیہم کی فہرست اور اشاریے بنا کر مکتوبات سے استفادے آسان تر کرنے کی خدمت بھی انجام دی ہے۔ سراج احمد خان نے اپنی تالیف ''مکتوباتِ امام ربانی کی دینی اور معاشرتی اہمیت'' (کراچی: مؤلف، س-ن) اور سیّد زوارحسین شاہ نے حضرت مجدد الف ثانی کی سوانح حیات میں ان کے مکتوب الیہم کا اشاریہ دیا ہے۔ بعد ازاں سیّد زوارحسین شاہ نے ترجمۂ مکتوبات کی ہر جلد کے ساتھ موضوعی اشاریہ دیا، اور دفتر سوم کے ترجمے کے ساتھ نسبتاً جامع اشاریہ شامل کیا جو بعد میں ''اشاریہ مکتوبات'' (کراچی: ادارہ مجددیہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء) کے نام سے الگ بھی شائع ہوا۔

''مکتوبات'' میں آمدہ احادیث کی تخریج مولانا محمد سعید (مفتی عدالتِ آصفیہ-حیدر آباد، دکن) نے ''تشید المبانی فی تخریج احادیث مکتوبات الامام الربانی''(حیدر آباد دکن: مطبع فیض الکریم،

۱۲۱۱ھ/۹۴-۱۸۹۳ء) کے نام سے کی۔ اس سلسلے کا تازہ ترین اور نہایت جامع کام پنجاب یونیورسٹی-لاہور میں ڈاکٹریٹ کے لیے پیش کیا گیا بابر بیگ متعالی کا مقالہ ''مکتوبات مجدد الف ثانی: تخریج احادیث'' (۱۹۹۴ء) ہے۔

''مکتوبات'' سے اعتناء کے سلسلے میں ایک اہم، اور نسبتاً جامع تر کام لوزیاناسٹیٹ یونیورسٹی-بیٹن روج (لوزیانا-امریکہ) کے استاد جناب آرثور بیولر (Arthur F. Buehler) نے زیرِ نظر ''فہارس تحلیلی ہشتگانہ مکتوبات احمد سرہندی'' کے نام سے انجام دیا ہے۔

جناب بیولر نے پنجاب کے نقشبندی بزرگوں پر ڈاکٹریٹ کا مقالہ بھی لکھا ہے۔ ان کا مقالۂ تحقیق Chrisma and Exemplar: Spiritual Authority in the Punjab, 1857-1947 کے نام سے شائع ہو چکا ہے (ہارورڈ یونیورسٹی پریس، ۱۹۹۳ء) ۔ جناب بیولر نے فہارس کے لیے اشاعت امرتسر کو بنیاد بنایا ہے جس کے عکس (reprints) متداول ہیں۔ ''فہارس'' کی ترتیب یہ ہے:

- ☆ فہرستِ آیاتِ قرآنِ کریم
- ☆ فہرستِ احادیثِ نبوی
- ☆ فہرستِ اقوال و امثالِ عرفانی
- ☆ فہرستِ تحلیلی الفاظ و اصطلاحاتِ عرفانی
- ☆ فہرستِ اشخاص
- ☆ فہرستِ گروہا و فرقہ ہا
- ☆ فہرستِ کتابہا و رسالہ ہا
- ☆ فہرستِ مکانہا

ان آٹھ فہارس کے آخر میں اشاعتِ امرتسر کے مطابق جملہ ۵۳۶ مکتوبات کا ایک گوشوارہ دیا گیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس دفتر کا کون سا مکتوب اشاعتِ امرتسر کے کس صفحے یا صفحات پر دیکھا جا سکتا ہے۔ فہارس یا اشاریوں میں ہر اندراج کو دفتر، مکتوب اور صفحات کے شمار کے ساتھ واضح کیا گیا ہے۔

اس کام کی کامل ذمہ داری تو جناب بیولر کی ہے، تاہم انہیں پروفیسر محمد اقبال مجددی کا تعاون حاصل رہا ہے جو حضرت مجدد الف ثانی اور سلسلہ مجددیہ سے طویل اور گہری علمی و مطالعاتی دلچسپی رکھتے

ہیں۔ جناب بیولر کے الفاظ میں [فہارس ہشتگانہ میں سے] ''اشخاص اور کتابوں سے متعلق فہارس کی [پروفیسر مجددی] نے پڑتال کی ہے'' (دیباچہ، ص۵)۔

فہارس سازی کو بالعموم ثانوی، بلکہ اس سے بھی نچلے درجے کا کام سمجھا جاتا ہے، مگر سچی بات یہ ہے کہ زیرِ نظر فہرست جیسی کاوشوں سے استفادہ کرنے والوں کی زبانیں، ان کے مرتب کرنے والوں کے حق میں ہمیشہ رطب اللسان رہتی ہیں۔ جناب بیولر کسی تحفظ کے بغیر مجدد شناسوں کے شکریے کے مستحق ہیں۔ انہیں اس امر کا احساس ہے کہ ''مکتوبات'' کی فہارس سازی اور اشاریہ نگاری کا کام چنداں آسان نہیں، ایک طرف جہاں ان کا جامع ہونا ضروری ہے، وہیں قاری کے لیے ان کی تفصیلات کا پریشان کن نہ ہونا بھی لازمی ہے۔

قرآنی آیات کے لیے انہوں نے سورہ اور آیت کا شمار لکھا ہے، جبکہ احادیث کی تخریج کے لیے صرف کتاب یا مؤلف کا نام درج کیا ہے۔ صحاح ستہ میں شامل مجموعہ ہائے حدیث کے مرتبین یا ایسے معروف محدثین، جن کا کوئی ایک مجموعۂ حدیث ہے، کے نام سے متعلقہ کتاب تک پہنچنا آسان ہے، مگر ابن حجر، سیوطی، ثعالبی، غزالی، سخاوی اور ملا علی قاری کے نام کے ساتھ متعلقہ کتاب کا حوالہ ضروری تھا، نیز تخریجِ حدیث کا مجمل حوالہ، مزید تفصیل کا محتاج ہے۔ مسند احمد بن حنبل سے چند الفاظ کی کوئی حدیث راوی کے نام کے بغیر تلاش کرنا آسان نہ ہوگا۔ جہاں جناب بیولر حدیث کا حوالہ متعین نہیں کر سکے، وہاں المخرج لم اجدلہ اصلاً کے الفاظ لکھ دیے گئے ہیں۔

''فہرست کتاب ہا و رسالہ ہا'' میں اصولاً تعریف کے ''ال'' کو نظرانداز کیا گیا ہے (دیباچہ، ص۴)، مگر اس کے باوجود ''السراجیۃ'' اور ''المعارف''، ''ا'' کے تحت درج ہو گئے ہیں۔ بعض کتابوں کے ساتھ مصنفین کے نام حوضین میں درج کیے گئے ہیں، اور اس کے لیے بحیثیت مجموعی مولانا نور احمد امرتسری کے حواشی پر انحصار کیا گیا ہے، تاہم ''صحت کی ذمہ داری مرتب اشاریہ کی ہے'' (دیباچہ، ص۴)۔ اس حوالے سے چند فاش غلطیوں کی نشان دہی غیر مناسب نہ ہوگی۔

☆ ''شرح الوقایۃ'' کے سامنے عبدالحی لکھنوی کا نام لکھا گیا ہے (ص۱۷۹)۔ ''عمدۃ الاسلام'' کا مصنف ابوطاہر بن کمال ملتانی کو بتایا گیا ہے (ص۱۷۹)۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے ان مصنفین کی کتابوں کا ذکر کر دیا جو ان کے صدیوں بعد دنیا میں تشریف لائے۔ عبدالحی لکھنوی کا سالِ وفات ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء ہے۔ ابوطاہر بن کمال ملتانی کی زندگی کے بارے میں گو زیادہ معلومات

نہیں، مگر خطی نسخوں کے فہرست نگاروں نے انہیں بارہویں-تیرہویں صدی ہجری کا عالم قرار دیا ہے۔

☆ ''ملتقط'' کو ضیاء الدین شامی کی تالیف بتایا گیا ہے (ص۱۸۱)۔ شامی، غالبًا ''سنامی'' کی تصحیف ہے (صاحب ''کشف الظنون'' نے ''نصاب الاحتساب'' کے مصنف ضیاء الدین سنامی کو غلطی سے ضیاء الدین شامی ہی لکھا ہے)، مگر ایسا لگتا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی یہاں فتاویٰ کی معروف کتاب ''الملتقط الناصری'' کی جانب اشارہ کر رہے ہیں۔

☆ ایک کتاب ''لولوالجی'' کا اندراج کیا گیا ہے (ص۱۸۱)۔ ولوالجی ایک فقیہ کی صفت نسبتی ہے، اور ''لولوالجی'' (یعنی از ولوالجی) سے پہلے کتاب کا نام رہ گیا ہے۔

☆ ایک اندراج ''نیشاپوری'' دیا گیا ہے (ص۱۸۲)۔ نیشاپوری سے کیا مراد ہے؟ غالبًا کسی شخص کی صفت نسبتی ہے، اور اسے ''فہرستِ کتابہا'' کے بجائے ''فہرستِ اشخاص'' میں درج ہونا چاہیے تھا۔

☆ ''التعرف لمذہب اہل التصوف'' (ص۱۷۷)، ''شرح عقائد النسفی'' (ص۱۷۹) اور ''المنقذ من الضلال'' کے نام کتابت کی اغلاط کا شکار ہو گئے ہیں۔

''فہرست اشخاص'' میں تعریف کے ''ال'' کو، کتابوں کے لیے طے کردہ اصول کے الٹ، نام کا جزو سمجھا گیا ہے، اس لیے البخاری، الترمذی، التفتازانی، الشعرانی، الکندی اور المرغینانی کو ''ا'' کے تحت درج کیا گیا ہے۔ امام غزالی کا ذکر ان کے نام یا نسبت ''غزالی'' کے بجائے کلمہ تحسین و لقب ''امام'' سے کیا گیا ہے(۱۳۶)۔

فہرست اشخاص میں ایک بڑی تعداد ''مکتوبات'' کے مکتوب الیہم کی ہے۔ کافی جامع فہرست ہے، تاہم اکا دکا افراد رہ گئے ہیں، کہیں کہیں اکا دکا مزید اندراجات کا اضافہ ممکن ہے۔ مثال کے طور پر مکتوب الیہم میں سے محمد مراد توربیگی اور علی جان کے نام درج ہونے سے رہ گئے ہیں۔ اسی طرح مندرجہ ذیل ناموں کے ساتھ جو اضافے ممکن ہیں، اشاریوں کی مدد سے درج کیے جاتے ہیں۔ (پہلے دفتر اور پھر مکتوب کا شمار دیا گیا ہے)۔

☆ ابوالقاسم (خواجہ مخدوم زادہ املنگی)، ۱:۹،۱:۱۵۰، ۱:۱۶۸، ۲:۴۷

☆ بجواری، احمد (سید)، ۱:۱۰۸

☆ بخاری، عبدالوہاب (شیخ)،۱:۵۶

☆ سرہندی، بدرالدین (مولانا)، ۳:۳۱

☆ عبیداللہ بن باقی باللہ، ۳:۱۷

☆ کابلی، عبدالرحمٰن (خواجہ، مفتی)، ۱:۱۴۵

☆ کولابی، محمد صالح بدخشی، ۳:۲۸

صدراحکیم (ص۱۴۹، صدر حکیم)، محمد مومن بن خواجہ علی جان (ص۱۶۰، محمد بن خواجہ علی خان) اور ہر دے رام (ص۱۶۳، ہروی رام ہند) کے نام غلط لکھے گئے ہیں۔

اقبال اکادمی پاکستان- لاہور کے ذمہ داروں سے درخواست ہے کہ کتاب گو شائع ہو چکی ہے، تاہم کسی صاحبِ نظر پروف ریڈر سے اسے ایک بار مزید پڑھوا لینا ضروری ہے۔ واللہ اعلم کتاب کی دوسری اشاعت کب سامنے آئے؟ اس لیے اس کا اغلاط نامہ چھپوا لینا ہی مناسب ہوگا۔